السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

ہندہ لاولد نے اپنی ایک ملک اپنے بھتیجوں میں سے ایک بھتیجا زید کو ہبہ کر کے رجسٹری کرادی ۔ لیکن ملک مذکور کو اپنے ہی قبضہ میں رکھا تھا۔ ہندہ کی زندگی ہی میں زید کا انتقال ہوگیا۔ ہندہ نے زید کے انتقال کے بعد ہبہ کو منسوخ کرانے کی کوشش کی ۔

زبانی) بعدہ ہندہ کا بھی انتقال ہوگیا، سوال یہ ہے کہ)

(1) ہندہ کا اپنے وارثوں میں سے کسی ایک کو جس کا حق شریعت میں مقرر ہے ہبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(2) ہبہ کردہ ملک اپنے قبضہ میں ہندہ کا رکھنا ہبہ کو منسوخ کرتا ہے یا نہیں؟

(3) ملک مذکور ازروئے شرع شریف ہندہ کے وارثوں میں تقسیم ہوگی یا زید کے وارثوں میں

(4) شریعت میں قبضہ اور غیر قبضہ کی تعریف کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

(1) کسی مورث کا اپنے وارث کو جس کا حق شریعت میں مقرر ہو، ہبہ کرنا جائز ہے ۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک جائداد ہبہ کی تھی جس کا ذکر مندرجہ ذیل حدیث میں ہے، و نیز حضرت نعمان بن بشیر کو ان کے باپ نے ایک غلام ہبہ کیا، آں حضرت ﷺ نے ان کے نفس "ہبہ" پر انکار نہیں فرمایا، بلکہ عدم تسویۃ بین الاولاد فی الھبۃ پر انکار فرمایا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ وارث کو ہبہ کرنا جائز ہے، اور اولاد کے علاوہ دوسرے ورثہ میں سے کسی ایک خاص وارث کو ہبہ کرنا جائز ہے ۔ کیوں کہ صرف اولاد کے ہبہ میں تسویہ ضروری ہے ۔ دیگر وارثین میں نہیں کیوں کہ آں حضور ﷺ نے صرف اولاد کے درمیان تسویہ ضروری بتایا ہے ۔

(2) شرعی طور پر ہندہ کا ہبہ صحیح اور تام و نافذ اور الازم اس لیے نہیں ہوا کہ ہندہ نے اپنی اور زید کی زندگی میں ملک موہوب پر زید کا قبضہ نہیں کرایا بلکہ اپنے ہی قبضے میں رکھا اور ہبہ کے تام و لازم ہونے کے لیے موہوب لہ کا شئی موہوب پر "قبضہ" کرنا ضروری ہے، خلفائے راشدین اربعہ اور امام شافعی و مالک و ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہبہ کے لازم ہونے کے لیے قبضہ شرط ہے ۔ اور یہی مذہب قوی اور صحیح ہے ۔

مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهَا قَالَتْ : إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقاً مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ : وَاللَّهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ غِنًى بَعْدِي (مِنْكِ وَلاَ أَعَزُّ عَلَيَّ فَقْراً بَعْدِي مِنْكِ وَإِنِّي كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقاً فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيهِ وَاحْتَزْتِيهِ كَانَ لَكِ (1). وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَإِنَّمَا هُمَا أَخَوَاكِ وَأُخْتَاكِ، فَاقْتَسِمُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ

ترجمہ : "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ : ان کے والد بزرگوار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ کو اپنے مال سے پورے بیس وسق (وسق 60 صاع کا ہوتا ہے) لے لینے کا حکم دے دیا تھا جسے عائشہ صدیقہ نے اپنے قبضہ میں نہیں کیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت آپہنچا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "عزیز بیٹی! میری دلی خواہش ہے کہ تم خوش حال رہو میرے لیے تمہاری تنگ دستی بہت شاق ہے، میں نے تم کو اپنے مال میں سے بیس وسق حاصل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اگر تم نے وہ مال حاصل کرلیا ہوتا تو بہتا تھا۔ اب تو کل جائداد وارثوں کی ہے" ۔

بنا بریں ملک مذکور ہندہ ہی کی ملکیت میں باقی رہی اور زید کی ملکیت میں نہیں آئی ۔

(3) ملک مذکور شرع شریف کی رو سے ہندہ ہی کے وارثوں میں تقسیم ہوگی، زید کے وارثوں میں تقسیم نہیں ہوگی ۔

(4) شریعت میں جائداد منقولہ پر قبضہ کی صورت یہ ہے کہ واہب، شئی موہوب پر اپنے تمام تصرفات اور حقوق ملکیت سے دست بردار ہو کر موہوب لہ کو دخیل اور متصرف بنادے، مکان مسکونہ ہو تو یہ صورت پیدا کردے کہ موہوب لہ اگر چاہے تو سکونت اختیار کرے یا کسی دوسرے کو کرایہ پر دیدے یا اس میں تغیر تبدل کرسکے یا فروخت اور ہبہ کرسکے ۔ غرض ان تصرفات میں اسکے لیے کوئی رکاوٹ نہ ہو، پس تخلیہ اس کے لیے ضروری ہے اور اگر شئی موہوب آراضی مزروعہ ہے تو اس پر قبضہ کی صورت یہ ہے کہ موہوب لہ، اس زمین میں خود کاشت کرنے لگے یا کسی کو کرایہ پر دیدے یا جو تصرف چاہے کرے اور اس سے کوئی مزاحمت نہ کی جائے ۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب